سید یونس الحسنی

خیر کو شر، ظلمت کو ضیاء کہتے ہیں

حکومت حاضرہ نے مدارس دینیہ کے نصاب و نظام تعلیم کے خلاف اپنی مرحلہ وار مہم کا آغاز کر کے اس تاریخی رسم بد کی از سر نو نیو اٹھائی ہے جس کی داغ بیل غلام ہندوستان میں برطانوی سامراج نے ڈالی تھی۔ مسلمانوں کو نیچا دکھانے کے لیے انہوں نے ساری توانائیاں صرف کر دی تھیں۔ عیسائی مشنریوں نے جا بہ جا بائبل سوسائٹیاں، ہسپتال، فلاحی مراکز اور تعلیمی ادارے قائم کر کے انتہائی جارحانہ انداز سے تبلیغی سرگرمیاں شروع کر دیں، شہری زندگی کے ہر شعبہ میں اس طوفان مغربیت کے اثرات تیزی سے ظاہر ہونے لگے۔ لباس، خوراک، آداب مجلس، علوم حاضرہ اور فنون جدیدہ پر تمدن اسلامی کی گرفت ڈھیلی پڑنے لگی۔ سوسائٹی کا رنگ روپ گردش لیل و نہار کے ساتھ بدلنے لگا، گویا تہذیب فرنگ اچھے خاصے پر پرزے نکالنے لگی تھی۔ مرعوب مسلمانوں میں یہ خیال راسخ کر دیا گیا کہ انگریزی تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے۔ کفر کی اس یلغار کا غیور مسلمانوں نے جان توڑ مقابلہ کیا۔ مناظرے کئے اور ردعیسائیت میں محکم دلائل و براہین سے بھرپور لٹریچر مہیا کیا۔ بایں ہمہ بہت سے لوگوں نے مشنری اداروں میں داخلے لیے مابعد کے حالات و واقعات شاہد ہیں کہ ان اداروں میں پڑھے افراد کی خاصی تعداد نے عیسائی مذہب قبول کر لیا اور جو بچ گئے وہ پیدائش اور نام کے اعتبار سے مسلمان مگر عملاً تہذیب مغرب کے بحر مردار میں غرقاب ہو کر اس کے سچے وفادار بن گئے۔ ان جاں گسل لمحات میں علمائے کرام میدان عمل میں نکل کھڑے ہوئے اور اسلامیان ہند کی ڈانواں ڈول نیا کے کھیون ہارے بن گئے۔

☆ وہ جو مساجد میں مسلم بچوں کو اسرار خودی اور رموز بے خودی سے آشنا کرتے تھے خم ٹھونک کر سامنے آ گئے۔

☆ انہوں نے برصغیر کے گوشے گوشے میں دینی مدارس قائم کئے جن کا نصاب زمانے کے لحاظ سے قدیم و جدید کا حسین امتزاج تھا۔

☆ مبلغین اسلام قریہ قریہ بستی بستی پھیل گئے اور لوگوں کو آزادی کی برکات اور غلامی کے مضمرات سے آگاہ کرتے رہے۔

☆ مدارس کی تعلیم کے اثرات سے تمدن اسلامی نکھر کر سامنے آتا چلا گیا اور معاشرت مسلمہ نابود ہونے سے بچ گئی۔

☆ لوگوں کے دلوں سے فرنگی کا خوف' حرف غلط کی طرح مٹ گیا اور وہ انقلاب زندہ باد کا نعرہ ہائے رستا خیز بلند کرنے لگے۔

تاج برطانیہ کو بوریا نشین علماء بری طرح کھٹکنے لگے اور ان کے قائم کردہ ادارے بھی ایک آنکھ نہیں بھاتے تھے

۔وہ انہیں اپنی تہذیب اور سیاست کے لے شدید خطرہ سمجھنے لگے چنانچہ سرکار انگلینڈ نے علمائے دین کا سحر توڑنے کے لیے ان پر انتہا پسند، جنونی اور خونی ملا جیسے الزامات کی بھرمار کردی۔ ان پر اپنے فرزندان ناہموار کے ذریعے وہ گند اچھالا، انہیں خاک وخون میں تڑپایا، پسِ دیوارِ زنداں دھکیلا، عبور دریائے شور کی سزائیں دیں، انہیں توپوں سے باندھ کر اڑایا، پیٹ چاک کرکے درختوں سے لٹکایا گیا۔ چشم فلک ششدر و حیراں تھی کہ اس نے ایسا تماشا پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا مگر یہ بھی ایک تاریخی صداقت ہے کہ عشاق دین متین اور لیلائے حریت کے متوالوں کا خون بیگناہی ایک چنگاری کی طرح سلگتا رہا اور تھوڑے ہی عرصہ بعد اس نے شعلۂ جوّالا بن کر تخت افرنگ کے غرور و تکبر اور تمکنت کا استبدادی محل زمیں بوس کردیا۔

اسلامی جمہوری پاکستان میں علماء اور مدارس دینیہ آج ایک بار پھر اسی ابتلاء کا شکار ہیں۔ ہم غلامی نما آزادی کی نحوست سے دوچار ہیں۔ علم و آگہی کے سرچشمے آج پھر سزاوار نیستی اور حکمرانوں کی ہمہ وقتی زباں درازی کا ہدف ہیں۔ پرانا سبق سیاق وسباق سمیت دہرایا جارہا ہے۔ آقایان ولی نعمت کا مرتب کردہ نصاب بزور اقتدار ان میں رائج کرنے کی نامشکور سعی کی جارہی ہے تاکہ دعوت وعزیمت کا عہد بہار آفریں عروج آشنا نہ ہونے پائے۔ ایثار و قربانی کی داستان حسین رقم نہ ہوسکے۔ عزائم حریت کا آتش فشاں کبھی نہ ابلے۔ آزادیوں کا مہر عالمتاب قطعاً طلوع نہ ہو۔ ہاں اگر کچھ ہو تو یہ کہ اینگلو امریکن سامراج تمام خطرات یا خرخشوں سے محفوظ ہوجائے۔ عجیب اتفاق ہے کہ برطانوی ہند کے مرعوب مسلمانوں کی نژادنو یہاں ہمہ مقتدر ہے۔ اس نے اپنے آباواجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سازشوں کے ایسے جال پھیلائے ہیں کہ پناہ بہ خدا۔ ان کے سلوگنز ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) درس نظامی سائنسدان، انجینئر یا ڈاکٹر پیدا نہیں کرتا۔ یہ مفید شہری پیدا کرنے میں ناکام رہا ہے، اسے تبدیل ہونا چاہیے۔

(۲) مختلف مسالک کے مدارس قوم میں تقسیم در تقسیم کے ذمہ دار ہیں جس سے ملکی سلامتی کو خطرات لاحق ہیں۔

(۳) مدارس میں درس جہاد دیا جاتا ہے جس سے دہشت گردی جنم لے رہی ہے۔

(۴) مدارس کے سٹاف میں اعلیٰ جدید تعلیم یافتہ لوگوں کا شامل ہونا ضروری ہے تاکہ ان کی توجہ سے باشعور جدت پسند روشن خیال لوگ پیدا ہوسکیں۔ اس طرح فرقہ پرستی کا خاتمہ ہوگا اور قوم اتحاد و یکجہتی کے ثمرات سے فیض یاب ہوگی۔

(۵) مدارس لازمی طور پر ماڈریٹ کردار کے حامل ہونے چاہئیں اسی لیے ان میں جدید نصاب تعلیم لاگو کرنا اشد ضروری ہے۔

وطن عزیز کے تمام سرکاری تعلیمی ادارے آزادی کے ستاون سال بعد بھی لارڈ میکالے کی تعلیمی اصلاحات کے سحر سے نجات حاصل نہیں کرسکے۔ ان میں پروان چڑھنے والی نسلیں خون اور رنگ کے اعتبار سے تو پاکستانی ہیں مگر مذاق، رائے، الفاظ اور سوجھ بوجھ کے اعتبار سے انگریز ہیں۔ ان کا مذاق دین بیزاری اور ان کے الفاظ اداسیوں کے مہیب مدفن۔

وہ یقیناً ایسی ہی جماعت کی صورت ہیں جو اپنے بالواسطہ حکمرانوں اور ان کی بالواسطہ رعایا کے درمیان محض مترجم بن کر رہ گئی ہیں۔ فرنگی چیمپنزی نے یہی خواب دیکھا تھا جو ہم خود پورا کر رہے ہیں۔ ان تباہ کن کیفیات کی مزاحمت کرنے والے آج بھی انہی عظیم اسلاف کے پیروکار علماء ہی ہیں جو اپنی وطنی شناخت، اسلامی تہذیب وتمدن کی حفاظت کے لیے پھر سے میدان میں خم ٹھونک کر کھڑے ہیں۔ یہ اسی لیے گردن زدنی ہیں، جہاد اسی لیے دہشت گردی ہے، تمدن دینی کے احیا کا نعرہ اسی لیے بنیاد پرستی ہے، اسلامی نظام تعلیم طرز حیات پر ڈٹے رہنا اور اس کی ترغیب دینا اسی لیے انتہا پسندی ہے۔ دوسری طرف ہماری نسل نو اپنے اطوار سے عورت مرد کی تمیز کھو بیٹھی ہے۔ لڑکوں نے نیکریں اور لڑکیوں نے پتلونیں پہن لی ہیں۔ موجودہ حکومت شاید اسی کو روشن خیالی اور جدت پسندی کا نام دیتی ہے۔ بچوں کی خودسری نت نئے پیغام دے رہی ہے؛ جس سے ہر دردمند دل بے چینیوں کے اوقیانوس میں ڈوبتا جا رہا ہے۔ بے کلی بڑھتی جا رہی ہے۔ اضطراب ایک طوفان بلاخیز کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ لوگ کچھ اس انداز سے سوچنے لگے ہیں کہ امریکہ کی بے دام غلامی نے ہمارا تشخص تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ ۱۸۵۷ء کی تاریخ دہرائی جا رہی ہے لیکن اس دفعہ یہ کام کرنے والے ہمارے اپنے حکمران ہیں کوئی اور نہیں، ہر زبان پر ایک سوال بڑی شدومد سے آتا رہتا ہے۔ کیا ہم اپنی بربادی کے داعی ہیں؟ اس کا جواب کون دے گا؟ وانا میں اغیار کے کہنے پر تباہی پھیلانے والے حکمران یا تہذیب مغرب کے پجاری مرعوب مسلمان؟ جہان نو کے خداؤ!، بولو جواب دو کہ ہماری سماعتیں منتظر ہیں۔ لیکن شاید......

ہم خود اپنی بربادی کے داعی ہیں
خیر کو شر ظلمت کو ضیاء ہم کہتے ہیں

تبدیلی ٹیلی فون نمبر

مرکزِ احرار دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

کا ٹیلی فون نمبر تبدیل ہو گیا ہے۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔

نیا نمبر: 061-4511961 پرانا نمبر: 061-511961